حضور ﷺ کے والدین اور آباؤ اجداد کے مسلمان ہونے کا بیان

شمول الاسلام
لاصول الرسول الکرام

۱۳۱۵ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا رضی اللہ عنہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

۱۵ ۱۳

(رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آباء و اجداد کرام کا مسلمان ہونا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۳۴: از معسکر بنگلور، مسجد جامع مدرسہ جامع العلوم مرسلہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد عبدالغفار صاحب قادری نسباً و طریقۃً، اعلٰی مدرس مدرسہ مذکور ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات رسولِ خدا محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ماں باپ آدم علٰی نبینا و علیہ السلام تک مومن تھے یا نہیں؟ بینوا توجروا[1] (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لک الحمد الدائم الباطن الظاھر اے اللہ! تیرے لئے ظاہری و باطنی طور پر دائمی

---

[1] اس سوال کے جواب میں "ہدایۃ الغوی فی اسلام آباء النبی" مصنفہ مولوی صاحب موصوف تھا، اسی کی تصدیق میں لکھا گیا۔

www.alahazratnetwork.org

صلّ وسلّم علی المصطفی الکریم نور ربك الطیب الطاھر الزاھر الذی نزّھته من کل رجس اودعته فی کلّ مستودع طاھر ونقلته من طیب الٰی طیب فله الطیب الاول والأخر وعلٰی اٰله وصحبه الأطائب الأطاھر، اٰمین!

حمد ہے۔ درود وسلام نازل فرما مصطفٰی کریم پر جو تیرا طیب وطاہر اور روشن نور ہیں جن کو تو نے ہر نجاست سے منزّہ کیا ہے اور پاک محل میں ودیعت فرمایا ہے اور ستھرے سے ستھرے کی طرف منتقل فرمایا ہے۔ اول وآخر اس کے لئے پاکیزگی ہے، اور اُن کی طیب وطاہر آل اور اصحاب پر۔ آمین! (ت)

اولًا (پہلی دلیل) اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ولعبد مؤمن خیر من مشرك[1]

بیشک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

بعثت من خیر قرون بنی اٰدم قرنا فقرنا حتّٰی کنت من القرن الذی کنت منه۔ رواہ البخاری[2] فی صحیحه عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه۔

ہر قرن وطبقہ میں تمام قرونِ بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔ (اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے،

لم یزل علی وجه الدھر (الارض) سبعة مسلمون فصاعدا فلولا ذٰلك ھلکت الارض ومن علیھا۔ اخرجه عبدالرزاق[3] وابن المنذر بسند صحیح علٰی شرط الشیخین۔

رُوئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہلِ زمین سب ہلاک ہوجاتے۔ (اس کو عبدالرزاق اور ابن المنذر نے شیخین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

حضرت عالم القرآن حبر الامّۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی

---

[1] القرآن الکریم ۲/۲۲۱
[2] صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۰۳
[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ عبدالرزاق وابن المنذر المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۷۲

www.alahazratnetwork.org

حدیث میں ہے:

ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یدفع اللہ بھم عن اھل الارض[1]۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالٰی اہلِ زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

جب یہ حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن وطبقہ میں رُوئے زمین پر لااقل سات مسلمان بندگانِ مقبول ضرور رہے ہیں اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیارِ قرن سے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالانسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے آباء و اُمّہات ہر قرن اور طبقہ میں انھیں بندگانِ صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشادِ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم و قرآنِ عظیم میں ارشادِ حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔

اقول والمعنی ان الکافر لایستاھل شرعا ان یطلق علیہ انہ من خیار القرن لاسیما وھنالک مسلمون صالحون وان لم یرد الخیریۃ الا بحسب النسب، فافھم۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعاً اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن کہا جائے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگرچہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ تو سمجھ ۱۲۔ (ت)

یہ دلیل امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہٗ نے افادہ فرمائی فاللہ یجزیہ الجزاء الجمیل (اللہ تعالٰے اُن کو اجرِ جمیل عطا فرمائے۔ ت)

ثانیاً قال اللہ عزوجل انما المشرکون نجس[2]۔

دوسری دلیل اللہ تعالٰے نے فرمایا، کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ (ت)

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ احمد فی الزہد الخ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۳
الحاوی للفتاوٰی بحوالہ احمد فی الزہد والخلال فی کرامات الاولیاء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۱۲

[2] القرآن الکریم ۹/ ۲۸

www.alahazratnetwork.org

لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من أصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاھرۃ مصفّی مھذبا لاتتشعب شعبتان الاکنت فی خیرھما۔[1] رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

ہمیشہ اللہ تعالٰی مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں میں اُن میں بہتر شاخ میں تھا۔ (اس کو ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اور ایک حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لَم اَزل اُنقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات۔[2]

میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی۔[3] رواہ ابن ابی عمر العدنی فی مسندہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ (اس کو ابن ابی عمر العدنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ ت)

تو ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین وامہات کرام طاہرات سب اہل ایمان وتوحید ہوں کہ بنص قرآن عظیم کسی کافر وکافرہ کے لئے کرم وطہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امام اجل فخر المتکلمین علامۃ الورٰی فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی اور علامہ تلمسانی شارح شفاء وامام ابن حجر مکی وعلامہ محمد زرقانی

---

[1] الحاوی للفتاوی بحوالہ ابی نعیم مسالک الحنفاء فی والدی المصطفٰی دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۱۱
دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۱ و ۱۲

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۶۷
الحاوی للفتاوی مسالک الحنفاء فی والدی المصطفٰی دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۱۰

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واما شرف نسبہ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۱/ ۹۲
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ ابن ابی عمر العدنی مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/ ۴۲۵

www.alahazratnetwork.org

شارح مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید وتصویب کی۔

ثالثًا قال اللہ تبارک وتعالٰی:

وتوکل علی العزیز الرحیم ○ الذی یرٰک حین تقوم ○ وتقلبک فی السّٰجدین[1]○

تیسری دلیل، اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا، بھروسا کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوا اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں۔

امام رازی فرماتے ہیں، معنی آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا[2]، تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔

امام سیوطی وامام ابن حجر وعلامہ زرقانی[3] وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر وتائید وتاکید وتشیید فرمائی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کی مؤید روایت ابونعیم[4] کے یہاں آئی،

وقد صرحوا ان القراٰن محتج بہ علی جمیع وجوھہ ولاینفی تاویلٌ تاویلا ویشھد لہ عمل العلماء فی الاحتجاج بالاٰیات علی احد التاویلات قدیما وحدیثا۔

علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائے گا اور کوئی ایک تاویل دوسری تاویل کی نفی نہیں کرتی، اس کے لئے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پرانے اور نئے زمانے میں آیات مبارکہ کی کسی تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے ہیں۔ (ت)

رابعًا قال المولٰی سبحٰنہ وتعالٰی:

ولسوف یعطیک ربک فترضٰی[5]○

چوتھی دلیل، اللہ تعالٰی نے فرمایا، البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا۔

اللّٰہُ اکبر! بارگاہِ عزت میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزت ووجاہت ومحبوبیت وکرامت کے حق میں تو رب العزت جل وعلا نے فرمایا ہی تھا۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/۲۱۷ تا ۲۱۹ [2] مفاتیح الغیب تحت آیۃ ۲۶/۲۱۹ ۲۴/۱۳۹

[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۶۳

[4] " " " " " بحوالہ ابی نعیم

دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی ذکر فضیلتہ صلی اللہ علیہ وسلم بطیب مولدہ عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص۱۱

[5] القرآن الکریم ۹۳/۵

سنرضیک فی امتک ولا نسوؤک ۔ رواہ مسلم[1] فی صحیحہ۔

قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردیں گے اور تیرا دل برا نہ کریں گے۔ (اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ت)

مگر اس عطاء و رضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا:

وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح۔ رواہ البخاری و مسلم[2] عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کردیا (اس کو امام بخاری و امام مسلم نے ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا:

ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار۔ رواہ ایضا[3] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا (اس کو بخاری نے انہی سے روایت کیا ہے)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لامتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۳

[2] صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب " " " ۱/۵۴۸
" کتاب الادب کنیۃ المشرک " " " ۲/۹۱۶
صحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب الخ " " " ۱/۱۱۵
مسند احمد بن حنبل عن العباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۰۶

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵
صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصۃ ابی طالب " " " ۱/۵۴۸
" کتاب الادب باب کنیۃ المشرک " " " ۲/۹۱۶

www.alahazratnetwork.org

اھون اھل النار عذابا۔ رواہ عن ابن[1] عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ ۱۱

دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ (امام بخاری ومسلم نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔ ت)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابوطالب کو اس سے کیا نسبت، پھر ان کا عذر بھی واضح کہ انہیں دعوت پہنچی نہ انہوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے، یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں، وللہ الحمد، اسی دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ (جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی) نے اشارہ فرمایا۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔ ت) **تقریر** دلیل یہ ہے کہ صادق ومصدوق صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہل نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاری وغمخواری وپاسداری وخدمت گزاری کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی، حضور کو ان کی رعایت منظور تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ۔ رواہ الترمذی[2] بسند حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن علی والطبرانی الکبیر[3] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

آدمی کا چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے (اسے امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے جبکہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

شق اوّل باطل ہے، قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا):

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذابا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵
مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ البخاری کتاب الفتن باب صفۃ النار واھلہا الفصل الاول ۔۔ ۲/۵۰۲
[2] جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی الفضل عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/۲۱۶
[3] المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۹۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/۳۵۲

www.alahazratnetwork.org

وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ هباءً منثورًا۝[1]

اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرماکر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں (ت)

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، لاجرم شقِ ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آیا، پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں میں ہوتا۔[2]

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا پاسِ خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے اور بالبداہۃ واضح کہ محبوب سے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہوسکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چشکار سے ہیں، تو اگر عیاذًا باللہ وہ اہلِ جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت وعنایت کے زیادہ مستحق تھے، وبوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حقِ پرورش وخدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیت کے برابر ہوسکتی ہے، کون سی خدمت حمل ووضع کا مقابلہ کرسکتی ہے، کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق حقِ والدین کے برابر ہوسکتا ہے جسے رب العزت نے اپنے حقِ عظیم کے ساتھ شمار فرمایا،

ان اشکرلی ولوالدیک[3]

حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا جواب نہیں، ہر چند حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں۔ عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا بخلاف ابوین کریمین کہ انہیں دعوت دی گئی، نہ انکار کیا، تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقینًا انہیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے، تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یونہی متصور کہ ابوین کریمین اہلِ نار ہی سے نہ ہوں وھو المقصود والحمد للہ العلی الودود (اور وہی مقصود ہے۔ اور تمام تعریفیں بلندی ومحبت

[1] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳

[2] صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار قصہ ابی طالب ۱/ ۵۴۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/ ۱۱۵
مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۶ و ۲۱۰

[3] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴

www.alahazratnetwork.org

والے اللہ کے لئے ہیں۔ت)

خامسًا، اقول قال المولٰی

پانچویں دلیل، اقول (میں کہتا ہوں کہ)

عزوعلا: لایستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنّۃ ھم الفائزون[1]

مولٰی عزوعلا نے فرمایا: برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے، اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔

حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اولادِ امجادِ حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالٰی عنہا کو آتے دیکھا، جب پاس آئیں، فرمایا:

ما اخرجك من بیتك؟

اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟

عرض کی:

اَتَیْتُ اَھْلَ ھٰذَا الْمَیِّتِ فَتَرَحَّمْتُ اِلَیْھِمْ وَعَزَّیْتُھُمْ بِمَیِّتِھِمْ۔

یہ جو ایک میت ہوگئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے گئی تھی۔

فرمایا:

لعلكِ بلغتِ معھم الکُدٰی۔

شاید تُو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔

عرض کی:

معاذ اللہ ان اکون بلغتھا وقد سمعتك تذکر فی ذلك ما تذکر۔

خدا کی پناہ کہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس باب میں ارشاد کیا۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لو بلغتھا معھم ما رأیت الجنۃ حتی یراھا جدّ ابیكِ۔

اگر تُو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبدالمطلب نہ دیکھیں۔

رواہ ابوداؤد[2] والنسائی والفظ لہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما، اما ابوداؤد

اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور لفظ نسائی کے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، امام ابوداؤد

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۲۰

[2] سنن النسائی کتاب الجنائز باب النعی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۶۵، ۲۶۶

سنن ابی داؤد " باب التعزیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۸۹

www.alahazratnetwork.org

فادب وکنّی وقال فذکر تشدیدًا فی ذٰلک وامّا ابوعبدالرحمٰن فادّی لتبلیغ العلم واداء الحدیث علی وجھہ ولکلٍ وجھۃ ھو مولیھا۔

نے ازراہِ ادب بطورِ کنایہ اس میں تشدید کا ذکر کیا لیکن امام ابوعبدالرحمٰن نے کمالِ علم کو پہنچایا اور حدیث کا حق ادا کیا۔ ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔ (ت)

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے۔ اب ذرا عقائدِ اہلسنت پیشِ نظر رکھتے ہوئے نگاہِ انصاف درکار، عورتوں کا قبرستان جانا غایت درجہ اگر ہے تو معصیت ہے، اور ہرگز کوئی معصیت مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کرسکتی، اہلِ سنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجب شرعی ہے اگرچہ معاذاللہ مواخذہ کے بعد، اور کافر کا جنت میں جانا محالِ شرعی کہ ابدالآباد تک کبھی ممکن ہی نہیں، اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب اور بے ضرورت تاویل ناجائز، اور عصمت نوعِ بشر میں خاصۂ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء ہے، ان کے غیر سے اگرچہ کیسا ہی عظیم الدرجات ہو، وقوعِ گناہ ممکن ومتصور۔ یہ چاروں باتیں عقائدِ اہلِ سنت میں ثابت ومقرر، اب اگر بحکم مقدمۂ رابعہ مقارفت بطورِ فرض کیجئے تو بحکم مقدمۂ ثالثہ جو ارشاد ہوا اس کا ترتب واجب، اور اس تقدیر پر کہ حضرت عبدالمطلب کو معاذاللہ غیر مسلم کہئے بحکم مقدمتین اولیین ونیز بحکم آیۂ کریمہ محال وباطل، تو واجب ہوا کہ حضرت عبدالمطلب مسلمان واہلِ جنت ہوں اگرچہ مثلِ صدیق وفاروق وعثمان وعلی وزبیر وصدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔ اب معنیِ حدیث بلاتکلف اور بے حاجتِ تاویل وتصرف عقائدِ اہلِ سنت سے مطابق ہیں یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخلِ بہشت ہوں گے ھٰکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہئے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت)۔

سادسًا، اقول قال ربنا

الاعز الاعلی عزوعلا: وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لا یعلمون[1]

وقال تعالٰی: یایھا الناس انا

چھٹی دلیل، اقول (میں کہتا ہوں کہ)

ہمارے پروردگار اعز واعلٰی عزوعلا نے فرمایا: عزت تو اللہ ورسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے لوگو!

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

www.alahazratnetwork.org

خلقنٰکم من ذکر وانثی وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر[1]

ہم نے بنایا تمھیں ایک نر و مادہ سے اور کیا تمھیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بے شک اللہ کے نزدیک تمھارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

ان آیاتِ کریمہ میں ربّ العزت جل وعلا نے عزت و کرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو لئیم و ذلیل ٹھہرایا اور کسی لئیم و ذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز و کریم کے لئے باعثِ مدح نہیں ولہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ یہاں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من انتسب الی تسعۃ اٰباء کفار یرید بھم عزًّا وکرمًا کان عاشرھم فی النار۔ رواہ احمد[2] عن ابی ریحانۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح

جو شخص عزت و کرامت چاہنے کو اپنی نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔ (اس کو امام احمد نے ابو ریحانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت فرمایا۔ ت)

اور احادیثِ کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز و مدح میں بارہا اپنے آبائے کرام و امہاتِ کرام کا ذکر فرمایا۔

روزِ حنین جب ارادۂ الٰہیہ سے تھوڑی دیر کے لئے کفار نے غلبہ پایا معدود چند صحابہ رکابِ رسالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسول غالب پر شانِ جلال طاری تھی:

انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب۔ رواہ احمد والبخاری[3] ومسلم والنسائی عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔ (اس کو احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۳

[2] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۳۴

[3] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ فی الحرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۰۱

صحیح مسلم " باب غزوۃ حنین " " " ۲/ ۱۰۰

حضور قصد فرما رہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں حضرت عباس بن عبدالمطلب و حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھنے نہ پائے اور حضور فرما رہے ہیں:

انا النبی لاکذب
انا ابن عبدالمطلب
رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ[۱] و ابونعیم عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں سچا نبی ہوں، اللہ کا پیارا، عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابونعیم نے براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

امیر المومنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس رکاب تھامے، اور حضور فرما رہے ہیں:

قدما ها، انا النبی لاکذب، انا ابن عبدالمطلب۔ رواہ ابن عساکر[۲] عن مصعب بن شیبۃ عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اسے بڑھنے دو، میں ہوں نبی صریحًا حق پر، میں ہوں عبدالمطلب کا پسر، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (اس کو ابن عساکر نے مصعب بن شیبہ سے ان کے باپ کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

جب کافر نہایت قریب آگئے، بغلہ طیبہ سے نزول اجلال فرمایا، اس وقت بھی یہی فرماتے تھے،

انا النبی لاکذب، انا ابن عبدالمطلب اللّٰھم انزل نصرک۔[۳] رواہ ابن ابی شیبۃ وابن ابی جریر عن البراء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، الٰہی! اپنی مدد نازل فرما۔ (اس کو ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

۱؎ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب السیر حدیث ۳۳۵۶۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/ ۵۲۵
کنز العمال بحوالہ ش و ابی نعیم ۳۰۲۰۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴۰
۲؎ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۲۸۵۸ شیبہ بن عثمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵/ ۱۶۲
۳؎ کنز العمال بحوالہ ش و ابن جریر حدیث ۳۰۲۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴۱

پھر ایک مشتِ خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا:

شاھت الوجوہ[1] بگڑ گئے چہرے۔

وُہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھوں میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں جو مشرف باسلام ہوئے وُہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کر دی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر ڈھائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی،

وصلی اللہ تعالٰی علی الحق المبین سیّد المنصورین وآلہٖ وبارک وسلم۔

اللہ تعالٰی نے درود وسلام اور برکت نازل فرمائے حق مبین پر جو مدد کیے ہوؤں کے سردار ہیں اور آپ کی آل پر۔ (ت)

اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا:

انا ابنُ العواتک من بنی سُلَیم۔ رواہ سعید بن منصور فی سننہ[2] والطبرانی فی الکبیر عن سبابۃ بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔ (اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں سبابہ بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

ایک حدیث میں ہے، بعض غزوات میں فرمایا:

انا النبی لاکذب، انا ابنُ عبد المطلب، انا ابن العواتک۔ رواہ ابن عساکر[3] عن قتادہ۔

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، میں ہوں ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا (اس کو ابن عساکر نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

---

[1] کنز العمال حدیث ۳۰۲۱۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴۱
جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآیۃ لقد نصرکم اللہ ۹/ ۱ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۱۸

[2] کنز العمال بحوالہ ص طب حدیث ۳۱۰۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۰۲
المعجم الکبیر " ۶۷۲۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۱۶۹

[3] تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ اسمہ وحیاتہ ۱/ ۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۶۰

www.alahazratnetwork.org

علامہ مناوی صاحب تیسیر و امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس و جوہری صاحب صحاح و صنعانی وغیرہم نے کہا، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔[1] ابن بری نے کہا، وہ بارہ[2] بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں، تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے، اور دو قرشیات، دو عدوانیات اور ایک ایک کنانیہ، اسدیہ، ہذلیہ، قضاعیہ ازدیہ۔ ذکرہ فی تاج العروس[3] (اسے تاج العروس میں ذکر کیا گیا۔ ت)

ابو عبداللہ عدوی نے کہا، وہ بیبیاں چودہ[3] تھیں، تین قرشیات، چار سلمیات، دو عدوانیات اور ایک ایک ہذلیہ، قحطانیہ، قضاعیہ، ثقفیہ، اسدیہ بنی اسد خزیمہ سے۔ رواہ الامام الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر (اس کو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے جامع کبیر میں روایت کیا ہے) اور ظاہر ہے کہ قلیل نافی کثیر نہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح و بیانِ فضائل کریمہ میں اکیس پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کر کے فرمایا، میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ تو بحکم نصوص مذکورہ ضرور ہے کہ حضور کے آبا و اُمہات مسلمین و مسلمات ہوں، وللہ الحمد (اور اللہ تعالٰی ہی کے لئے حمد ہے۔ ت)۔

سابعًا قال اللہ سبحٰنہ وتعالٰی، انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح[4]

ساتویں دلیل، اللہ سبحٰنہ وتعالٰی نے فرمایا، اے نوح! یہ کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ تو نا راستی کے کام والا ہے۔ (ت)

آیہ کریمہ نے مسلم و کافر کا نسب قطع فرما دیا۔ لہٰذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے،

نحن بنو النضر بن کنانۃ لا ننتفی من ابینا۔ رواہ

ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں، ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے (اس کو

---

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا ابن العواتک مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۲۴۵
الصحاح باب الکاف فصل العین تحت لفظ عتک دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۳۱۱
[3] تاج العروس باب الکاف فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۱۵۹
[4] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶

www.alahazratnetwork.org

ابوداؤد الطیالسی وابن سعد والامام احمد وابن ماجۃ والحارث والباوردی وسمویہ وابن قانع والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم والضیاء المقدسی فی صحیح المختارۃ عن الاشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[1]

ابوداؤد طیالسی، ابن سعد، امام احمد، ابن ماجہ، حارث، باوردی، سمویہ، ابن قانع، طبرانی کبیر، ابونعیم اور ضیاء مقدسی نے صحیح مختارہ میں اشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذ اللہ جَدّ ذکر کرنے کا کیا محل ہوتا۔

ثامنًا وتاسعًا، اقول قال — **آٹھویں اور نویں دلیل، میں کہتا ہوں**

العلی الاعلٰی تبارک وتعالٰی اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا اُولٰٓئِکَ ہُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ ۞ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ۔[2]

علی اعلٰی تبارک وتعالٰی نے فرمایا: بےشک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بےشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

غفر اللہ عزوجل لزید بن عمرو ورحمہ فانہ مات علی دین ابراھیم۔

اللہ عزوجل نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور اُن پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و

---

[1] کنز العمال بحوالہ ط والباوردی وسمویہ وغیرہ حدیث ۳۵۵۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۴۴۳
سنن ابن ماجہ ابواب الحدود باب من نفی رجلا من قبیلۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۰
مسند احمد بن حنبل حدیث الاشعث بن قیس الکندی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۱۱، ۲۱۲
المعجم الکبیر حدیث ۲۱۹۰ و ۲۱۹۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۲۰۶
مسند ابی داؤد الطیالسی احادیث الاشعث بن قیس حدیث ۱۰۴۹ دار المعرفۃ بیروت الجزء الرابع ص ۱۴۱
الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من انتمی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/ ۲۳
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر شرف اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۳

[2] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

www.alahazratnetwork.org

رواہ البزار والطبرانی[1] عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

السلام پڑھے۔ (اس کو بزار اور طبرانی نے سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا،

رأیتہ فی الجنۃ یسحب ذیولا۔ رواہ ابن سعد[2] والفاکہی عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میں نے اسے جنت میں ناز کے ساتھ دامن کشاں دیکھا (اس کو ابن سعد اور فاکہی نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور بیہقی و ابن عساکر کی حدیث میں بطریق مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں وھذہ روایۃ البیہقی (اور یہ بیہقی کی روایت ہے)،

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ماافترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیرھما فاخرجت من بین ابوین فلم یصبنی شیئ من عہد الجاھلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتہیت الی ابی وامی فانا خیرکم نفسا و خیرکم ابا[3]، وفی لفظ فانا خیرکم

میں ہوں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالٰی نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا آدم سے لے کر اپنے والدین تک، تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ سعید بن زید دار صادر بیروت ٣/ ٣٨١

[2] فتح الباری بحوالہ ابن سعد والفاکہی کتاب المناقب حدیث زید بن عمرو بن نفیل مصطفی البابی مصر ٨/ ١٤٢

[3] دلائل النبوۃ باب ذکر اصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ١/ ١٧٤ تا ١٧٥

تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر معرفۃ نسبہ دار احیاء التراث العربی ٣/ ٢٩ و ٣٨

www.alahazratnetwork.org

نسبًا وخیرکم اباءً[1]

اس حدیث میں اولًا تو نفی عام فرمائی کہ عہدِ جاہلیت کی کسی بات نے نسبِ اقدس میں کبھی کوئی راہ نہ پائی، یہ خود دلیل کافی ہے اور امرِ جاہلیت کو خصوص زنا پر حمل کرنا ایک تو تخصیص بلا مخصص، دوسرے لفظِ نفیِ زنا صراحۃً اس کے متصل مذکور۔

ثانیًا ارشاد ہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔ ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی قطعًا داخل تو لازم کہ حضرت والد ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اور یہ بحکمِ آیت بے اسلام ناممکن۔

عاشرًا، اقول قال اللہ عزوجل: اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ[2] — **دسویں دلیل**، میں کہتا ہوں، اللہ عزوجل نے فرمایا، خدا خوب جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔

آیہ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عزّ وعلا سب سے زیادہ معزز و محترم موضع، وضعِ رسالت کے لئے انتخاب فرماتا ہے ولہذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفر و شرک سے زیادہ رذیل کیا شے ہوگی؟ وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نورِ رسالت اس میں ودیعت رکھے۔ کفار محلِ غضب و لعنت ہیں اور نورِ رسالت کے وضع کو محلِ رضا و رحمت درکار۔

حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر ایک بار خوف و خشیت کا غلبہ تھا، گریہ و زاری فرمارہی تھیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے عرض کی: یا ام المؤمنین! کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل وعلا نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؟ ام المؤمنین نے فرمایا:

فرّجت عنی فرّج اللہ عنک۔[3] — تم نے میرا غم دُور کیا اللہ تعالٰی تمھارا غم دور کرے۔

خود حدیث میں ہے، حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر معرفۃ نسبہ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۰

[2] القرآن الکریم ۶/۱۲۴

[3]

www.alahazratnetwork.org

ان اللّٰہ ابٰی لی ان اتزوج او ازوج الا اھل الجنۃ۔ رواہ ابن عساکر[1] عن ھند بن ابی ھالۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔

بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لاؤں یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے۔ (اس کو ابن عساکر نے ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے پسند نہ فرمایا (کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے) تو حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محلِ کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذًا باللہ خونِ کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو۔

یہ بحمد اللہ دس دلیل جلیل ہیں، پہلی چار ارشاداتِ ائمہ کبار اور چھ اخیر فیضِ قدیر حصۂ فقیر، تلک عشرۃ کاملۃ، والحمد للّٰہ فی الاولٰی والاخرۃ (یہ دس کامل ہوئیں، اور پہلی اور پچھلی میں سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ت)

تنبیہاتِ باہرہ حدیث ان ابی وابائک[2] (بے شک میرا اور تیرا باپ۔ت) میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریقِ واضح ہے قال تعالٰی

قالوا نعبد الٰھک والٰہ ابائک ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق[3]۔

بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کا۔ (ت)

علماء نے اسی پر لاَبِیہ اٰزر کو حمل فرمایا۔ اہل تاریخ و اہل کتابین (یہود و نصارٰی) کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سیدنا خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔ استغفار سے نہی معاذ اللہ عدمِ توحید پر دال نہیں، صدر اسلام میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدیون (مقروض) کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لئے استغفار ہی ہے۔

اقول حدیث میں ہے، جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بار بار

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر رملۃ بنت ابی سفیان صخر بن حرب الخ داراحیاء التراث العربی بیروت /۱۱۰

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۴

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۳۳

www.alahazratnetwork.org

شفاعت فرمائیں گے اور اہلِ ایمان کو اپنے کرم سے داخلِ جنان فرماتے جائیں گے، اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسنہ نہیں۔ شفیع مشفّع صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے، حکم ہوگا،

یامحمد ارفع راسك وقل یُسمع لك وسل تعط واشفع تشفّع۔[1]

اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سُنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔(ت)

سید الشافعین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم عرض کریں گے،

یارب ائذن لی فیمن قال لا الٰہ الا اللہ۔

اے میرے رب! مجھے ان کی بھی پروانگی دے دے جنھوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔

رب العزت عزّ جلالہ ارشاد فرمائے گا،

لیس ذاك الیك ولٰکن وعزتی وکبریائی وعظمتی وجبریائی لاخرجن منہا من قال لا الٰہ الا اللہ۔ رواہ الشیخان[2] عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یہ تمہارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت وجلال و کبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال دوں گا جنھوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے (اسکو بخاری ومسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ والحمد للہ وصلی اللہ تعالٰی علی الشفیع الرفیع والہ وبارك وسلم۔

اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے سچے رسول ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰے کے لئے ہیں۔ اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت نازل فرمائے بلند شان والے شفیع پر اور ان کی آل پر۔(ت)

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کا انتقال عہدِ اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک وہ صرف اہلِ توحید واہلِ لا الٰہ الا اللہ تھے تو نہی از قبیل لیس ذلك الیك ہے، بعدہٗ رب العزت

---

[1] صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلام الرب یوم القیمۃ مع الانبیاء وغیرہم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۱۸، ۱۱۱۹
[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار " " " ۱/ ۱۱۰

www.alahazratnetwork.org

جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر اتمام نعمت کے لئے اصحاب کہف رضی اللہ تعالٰی عنہم کی طرح انھیں زندہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لاکر شرف صحابیت پاکر آرام فرمایا اور حکمت الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پورا اتر لیا اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی[1] (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔ ت) نے نزول فرماکر دین الٰہی کو تام وکامل کردیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

حدیث احیاء کی غایت ضعف ہے کما حققہ خاتم الحفاظ الجلال السیوطی ولا عطر بعد العروس (جیسا کہ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تحقیق فرمادی ہے اور عروس کے بعد کوئی عطر نہیں۔ ت) اور حدیث ضعیف دربارۂ فضائل مقبول کما حققناہ بما لامزید علیہ فی رسالتنا الہاد الکاف فی حکم الضعاف (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" میں کردی ہے۔ ت) بلکہ امام ابن حجر مکی نے فرمایا، متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی۔ افضل القرٰی لقراء ام القرٰی میں فرماتے ہیں:

إنّ اٰباء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غیر الانبیاء وامھاتہ الٰی اٰدم وحواء لیس فیھم کافر لان الکافر لایقال فی حقہ انہ مختار ولاکریم ولا طاھر بل نجس، وقد صرحت الاحادیث بانھم مختارون وان الاٰباء کرام والامھات طاھرات، وایضا قال تعالٰی "وتقلبک فی السّٰجدین" علی احد التفاسیر فیہ

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب کریم میں جتنے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں ان کے سوا حضور کے جس قدر آباء وامہات آدم وحوا علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیۂ کریمہ وتقلبک فی السّٰجدین (اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو) کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ

[1] القرآن الکریم ۵/ ۳

www.alahazratnetwork.org

ان المراد تنقل نورہ من ساجد الی ساجد وحینئذ فھذا صریح فی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰمنۃ وعبد اللہ من اھل الجنۃ لانھما اقرب المختارین لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھذا ھو الحق بل فی حدیث صححہ غیر واحد من الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن فیہ ان اللہ تعالٰی احیاھما فاٰمنا بہ الخ مختصرا وفیہ طول۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا گیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ و حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ ان بندوں میں جنہیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے چنا سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حفاظ حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا، تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے، مختصراً حالانکہ اس حدیث میں طول ہے، ھکذا قال واللہ تعالٰی اعلم۔

اقول وبما قررت امر الاحیاء اندفع ما زعمہ الحافظ ابن دحیۃ من مخالفۃ لاٰیات عدم انتفاع الکافر بعد موتہ کیف وانا لا نقول ان الاحیاء لاحداث ایمان بعد الکفر بل لاعطاء الایمان بمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتفاصیل دینہ الاکرام بعد المضی علی محض التوحید

اقول (میں کہتا ہوں) یہ زندہ کرنے کا معاملہ جو تُو نے پڑھا ہے اس سے حافظ ابن دحیہ کا وہ قول مندفع ہوگیا کہ والدین کریمین کا ایمان ماننے سے ان آیات کریمہ کی مخالفت لازم آتی ہے جن میں کافر کے مرنے کے بعد عدم انتفاع کا ذکر ہے۔ یہ مخالفت کیسے لازم آسکتی ہے حالانکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ والدین کریمین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کفر کے بعد ایمان دینے کیلئے زندہ کیا گیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ توحید پر انتقال فرمانے کے بعد انھیں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور آپ کے

۱؎ افضل القرٰی لقراء ام القرٰی شرح ۲ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/ ۱۵۱

www.alahazratnetwork.org

وحینئذ لاحاجة بنا الی ادعاء التخصیص فی الاٰیة کما فعل العلماء المجیبون۔

دین اکرم کی تفاصیل پر ایمان کی دولت سے مشرف فرمانے کے لئے زندہ کیا گیا، اس صورت میں ہمیں آیت کریمہ میں تخصیص کا دعوٰی کرنے کی ضرورت نہیں جیساکہ جواب دینے والے علماء نے کیا ہے (ت)

اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے، ؎

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا وللناس فیما یعشقون مذاھب

(میرا مذہب تو شہر والوں کی وجہ سے شہر سے محبت کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں میں مختلف طریقے ہیں۔ ت)

جسے یہ پسند ہو فبہا ونعمت ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کر زبان روکے، دل صاف رکھے، ان ذٰلکم کان یؤذی النبی[1] (بیشک یہ بات نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی ہے۔ ت) سے ڈرے۔ امام ابن حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں،

ما احسن قول بعض المتوقفین فی ھذہ المسئلة الحذر الحذر من ذکرھما بنقص فان ذٰلک قد یؤذیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لخبر الطبرانی لاتؤذوا الاحیاء بسب الاموات[2]

یعنی کیا خوب فرمایا بعض علماء نے جنہیں اس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھو بچو والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مُردوں کو بُرا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو۔ (ت)

یعنی حضور تو زندہ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال واقوال پر مطلع ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے،

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم[3]

جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/۵۳

[2] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی شعر ۹ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/۱۵۴

[3] القرآن الکریم ۹/۶۱

www.alahazratnetwork.org

عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے ؎

ہشدار کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

(ہوشیار کہ راہ پر چڑھائی کرنا قدم کے لئے تلوار ہے۔ ت)

یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں، اجماعی نہیں، پھر ادھر کون سا قاطع کون سا اجماع ہے؟ آدمی اگر جانب ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے۔ جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر له من ان یخطئ فی العقوبة [۱]، رواه ابن ابی شیبة والترمذی والحاکم وصححه والبیهقی عن ام المؤمنین رضی الله تعالٰی عنها۔

جہاں تک بن پڑے حدود کو ٹالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ (اس کو ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ ت)

حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں: "کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو[۲]"

مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف معاذ اللہ اولاد چنیں وچناں سے ہونا کیونکر بے تواتر و قطع نسبت کر دیا جائے، یقین برہانی کا انتفا حکم وجدانی کا نافی نہیں ہوتا، کیا تمہارا وجدان ایمان گوارا کرتا ہے کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سرکار پُرانوار کے ادنٰی ادنٰی غلاموں کے سگان بارگاہ جنات النعیم میں سرر مرفوعة (بلند تختوں[۳]) پر تکئے لگائے چین کریں اور جن کی فعلیہ پاک کے تعلق میں جنت بنی ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب وعذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم قطعی حکم

---

[۱] المستدرک للحاکم | کتاب الحدود | دار الفکر بیروت | ۴/ ۳۸۴
جامع الترمذی | ابواب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود | امین کمپنی دہلی | ۱/ ۱۷
السنن الکبرٰی | کتاب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود بالشبہات | دار صادر بیروت | ۸/ ۲۳۸
المصنف لابن ابی شیبۃ | " " " " حدیث ۲۸۴۹۳ | دار الکتب العلمیہ بیروت | ۵/ ۵۰۸

[۲] احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفۃ | مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ | ۳/ ۱۲۵

[۳] القرآن الکریم ۸۸/ ۱۳

www.alahazratnetwork.org

عزوجلالہ پر حکم نہیں کرسکتے پھر دوسرے علم کی کس نے گنجائش دی؟ اور کونسی دلیل قاطع پائی؟ حاش ﷲ!
19/19 ایک حدیث بھی صحیح و صریح نہیں، جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہرگز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کردئے تو اقل درجہ وہی سکوت وحفظ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدست مختار۔

نکتہ الٰہیہ **اقول** ظاہر عنوانِ باطن ہے اور اسم آئینہ مسمّٰی الاسماء تنزل من السماء (اسماء آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ت) سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا بعثتم الی رجلا فابعثوہ حسن الوجہ حسن الاسم۔ رواہ البزار فی مسندہ والطبرانی[1] فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن علی الاصح۔

جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو۔ (اس کو بزار نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے اوسط میں سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے قول اصح کے مطابق سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اعتبروا الارض باسمائھا۔ رواہ ابن عدی[2] عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو حسن لشواھدہ۔

زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو۔ (اس کو ابن عدی نے سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ شواہد کے لئے حسن ہے۔ ت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتفاءل ولا یتطیر وکان یعجبہ الاسم الحسن۔ رواہ الامام احمد[3] و

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نیک فال لیتے بدشگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے۔ (اس کو امام احمد، طبرانی اور بغوی نے شرح السنہ

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۷۷۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۲۶۵
کنز العمال بحوالہ البزار وطس عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۲۷۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۵
[2] الجامع الصغیر بحوالہ عدی عن ابن مسعود حدیث ۱۱۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۷۴
[3] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۷ و ۳۰۴ و ۳۱۹
شرح السنۃ للبغوی حدیث ۳۲۵۴ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/۱۷۵
مجمع الزوائد بحوالہ احمد وطبرانی کتاب الادب باب ماجاء فی الاسماء الحسنۃ دار الکتاب بیروت ۸/۴۷

www.alahazratnetwork.org

الطبرانی والبغوی فی شرح السنۃ۔

میں روایت کیا ہے۔ت)

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں،

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح۔ رواہ الترمذی[1]۔

مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بُرے نام کو بدل دیتے تھے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ت)

وفی اخری عنہا (اور ام المؤمنین سے ہی دوسری روایت میں ہے۔ت):

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا سمع بالاسم القبیح حولہ الی ماھو احسن منہ۔ رواہ الطبرانی[2] بسندہ، وھو عند ابن سعد عن عروۃ مرسلاً۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کسی کا بُرا نام سنتے تو اس سے بہتر بدل دیتے (اسکو طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ متصلاً روایت کیا ہے اور وہ ابن سعد کے نزدیک عروہ سے مرسلاً مروی ہے۔ت)

بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں،

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایتطیر من شیئ وکان اذا بعث عاملا سأل عن اسمہ فاذا اعجبہ اسمہ فرح بہ ورؤی بشر ذٰلک فی وجہہ وان کرہ اسمہ رؤی کراھیۃ ذٰلک فی وجہہ واذا دخل قریۃ سأل عن اسمہا فاذا اعجبہ اسمہا فرح بہا ورؤی بشر ذٰلک فی وجہہ وان کرہ اسمہا رؤی کراھۃ ذٰلک فی وجہہ۔ رواہ ابوداؤد[3]۔

مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے جب کسی عہدے پر کسی کو مقرر فرماتے اُس کا نام پُوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اور اس کی خوشی چہرۂ انور میں نظر آتی اور اگر ناپسند آتا ناگواری کا اثر چہرۂ اقدس پر ظاہر ہوتا، اور جب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اُس کا نام دریافت فرماتے اگر خوش آتا مسرور ہوجاتے اور اس کا سرور روئے پُرنور میں دکھائی دیتا، اور اگر ناخوش آتا ناخوشی کا اثر رُخِ اطہر میں نظر آتا۔ (رواہ ابوداؤد)

---

[1] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی تغیر الاسماء امین کمپنی دہلی ٢/١٠٠

[2] کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عروۃ مرسلاً حدیث ١٨٠٠٩ موسسۃ الرسالہ بیروت ٧/١٥٧

[3] سنن ابوداؤد کتاب الکہانۃ والتطیر باب فی الطیرۃ والخط آفتاب عالم پریس لاہور ٢/١٩١

www.alahazratnetwork.org

اب ذرا چشمِ حق بیں سے حبیب صلے اللہ تعالٰی کے ساتھ مراعاتِ الٰہیہ کے الطافِ خفیہ دیکھیے،

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے والد ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام پاک عبداللہ کہ افضل اسمائے اُمت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اَحَبُّ اسمائکم الی اللّٰہ عبد اللّٰہ و عبد الرحمٰن۔ رواہ مسلم[1] و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجۃ عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما۔

تمھارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالٰی کو عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں (اسکو امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام آمنہ کہ امن و امان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے ــــ جدِّ امجد حضرت عبدالمطلب شیبۃ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے الطیب و احمد مشتق محمود احمد و حامد و محمود صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا ــــ جدۂ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ، اس نام پاک کی خوبی اظہر من الشمس ہے ــــ حدیث میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وجہ تسمیہ یوں آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا،

انما سمیت فاطمۃ لان اللّٰہ تعالٰی فطمہا و محبیہا عن النار، رواہ الخطیب[2] عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما۔

اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا۔ (اس کو خطیب نے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

حضور کے جدِّ مادری یعنی نانا وہب جس کے معنی عطا و بخشش، ان کا قبیلہ بنی زہرا جس کا

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۲۰
جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ما یستحب من الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/۱۰۶
سنن ابن ماجہ " " " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳
[2] تاریخ بغداد بحوالہ خط عن ابن عباس ترجمہ ۷۰۰۲ عالم بن حبیب الشعیری دارالکتاب العربی بیروت ۱۲/۳۳۱
کنز العمال حدیث ۳۴۲۲۶ و ۳۴۲۲۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۰۹

www.alahazratnetwork.org

حاصل چمک و تابش — جدّۂ مادری یعنی نانی صاحبہ برّہ یعنی نیکوکار، کما ذکرہ ابن ھشام فی سیرتہ[1] (جیسا کہ ابن ہشام نے اس کو اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔ ت)۔

بھلا یہ تو خاص اصول ہیں، دُودھ پلانے والیوں کو دیکھئے، پہلی مُرضعہ ثُوَیبہ کو ثواب سے ہم اشتقاق اور اس فضلِ الٰہی سے پوری طرح بہرہ ور حضرت حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا،

ان فیك خصلتین یحبھما اللّٰہ الحلم والاناۃ۔[2] (تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا اور رسول کو پیاری، درنگ اور بُردباری۔)

ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت و نیک طالعی ہے، شرفِ اسلام و صحابیت سے مشرف ہوئیں، کما بینہ الامام مغلطائی فی جزء حافل سماہ التحفۃ الجسیمۃ فی اثبات اسلام حلیمۃ۔[3] (جیسا کہ امام مغلطائی نے اس کو ایک بڑی جزء میں بیان فرمایا ہے جس کا نام انھوں نے "التحفۃ الجسیمۃ فی اثبات اسلام حلیمۃ" رکھا ہے۔ ت)

جب روزِ حنین حاضرِ بارگاہ ہوئیں، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے قیام فرمایا اور اپنی چادرِ انور بچھا کر بٹھایا — کما فی الاستیعاب عن عطاء بن یسار[4] (جیسا کہ استیعاب میں عطاء بن یسار سے مروی ہے۔ ت)

ان کے شوہر جن کا بشیر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نوش فرمایا حارث سعدی، یہ بھی شرفِ اسلام و صحبت سے مشرف ہوئے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوتے تھے، راہ میں قریش نے کہا: اے حارث! تم اپنے بیٹے کی سُنو وہ کہتے ہیں مُردے جئیں گے اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں۔ اُنھوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ: اے میرے بیٹے! حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے۔ فرمایا: ہاں میں ایسا فرماتا ہوں، اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتا دوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روزِ قیامت۔

---

[1] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام زواج عبداللہ من آمنۃ بنت وہب دار ابن کثیر بیروت ۱/۱۵۶

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۵

[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۴/۲۹۳

[4] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ترجمہ ۳۳۲۹ حلیمۃ السعدیۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۶۳

www.alahazratnetwork.org

حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کرکے کہا کرتے، اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاء اللہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں۔ رواہ یونس بن بکیر (اس کو یونس بن بکیر نے روایت کیا ہے۔ ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَصْدَقُھَا حارِثٌ وھَمَّامٌ۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد والنسائی عن ابی الھیثمی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث وہمام ہیں (اس کو امام بخاری نے ادب مفرد میں اور ابوداؤد و نسائی نے ابوالہیثمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے، جن کے لئے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پستان چپ چھوڑ دیتے تھے عبداللہ سعدی، یہ بھی مشرف بہ اسلام وصحبت ہوئے کما عند ابن سعد فی مرسل صحیح الاسناد (جیسا کہ ابن سعد کے نزدیک صحیح الاسناد مرسل میں ہے۔ ت)

حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر سُلا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں سُلاتیں، اس لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں، شیما سعدیہ یعنی نشان والی، علامت والی، جو دور سے چمکے، یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

۱؎ الروض الانف بحوالہ یونس بن بکیر ایرۃ من الرضاعۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۰۰
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم دارالمعرفۃ " ۱/ ۱۴۳
" " المقصد الثانی الفصل الرابع " " ۳/ ۲۹۳
۲؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۰
الادب المفرد باب ۳۵۶ حدیث ۸۱۴ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ص ۲۱۱
۳؎ الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من ارضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دارصادر بیروت ۱/ ۱۱۴
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۲ و ۱۴۳
۴؎ " " المقصد الثانی الفصل الرابع " " ۳/ ۲۹۵
" " المقصد الاول ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱/ ۱۴۶

alahazratnetwork.org

حضرت حلیمہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو گود میں لے راہ میں جاتی تھیں تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھاتی صورت دیکھی جوشِ محبت سے اپنی پستانیں دہنِ اقدس میں رکھیں تینوں کے دُودھ اُتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنٰی زنِ شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلودہ، تینوں قبیلۂ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے، ذکرہ ابن عبد البر[1] فی الاستیعاب (اس کو ابن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے۔ ت)

بعض علماء نے حدیث "انا ابن العواتک من سلیم" (میں بنی سلیم کی عاتکہ عورتوں کا بیٹا ہوں۔ ت) کو اسی معنی پر محمول کیا۔ نقلہ السہیلی[2] (اس کو سہیلی نے نقل کیا ہے۔ ت)

اقول: الحق کسی نبی نے کوئی آیت و کرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم نبی الانبیاء صلے اللہ تعالٰے علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے اتم عطا نہ ہوئی، یہاں اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا حبیب اشرف بریۃ اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لئے تین عفیفہ لڑکیوں کے پستان میں دُودھ پیدا فرما دیا ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(جو کمالات سب رکھتے ہیں تو تنہا رکھتا ہے۔ ت)

وصلی اللہ تعالٰی علیک وعلیہم وبارک وسلم۔

اللہ تعالٰی آپ پر اور ان (انبیاء سابقہ) پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔ (ت)

امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں:

لم ترضعہ مرضعۃ الا اسلمت۔ ذکرہ فی کتابہ سراج المریدین[3]۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دُودھ پلایا سب اسلام لائیں۔ (اس کو امام ابوبکر ابن العربی نے اپنی کتاب سراج المریدین میں ذکر کیا ہے۔ ت)

۱؎ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ الاستیعاب المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۳۷

۲؎ " " " " " " " " " " " "

۳؎

www.alahazratnetwork.org

بھلا یہ تو دُودھ پلانا تھا کہ اس میں جزئیت ہے، مرضعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام برکت اور اُمّ ایمن کنیت کہ یہی یمن وبرکت و راستی وقت، یہ اجلّہ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالٰی عنہن، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھیں فرماتے:

اَنْتِ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ[1]

تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔

ماہِ ہجرت میں انھیں پیاس لگی، آسمان سے نورانی رسی میں ایک ڈول اُترا، پی کر سیراب ہوئیں، پھر کبھی پیاس نہ معلوم ہوئی، سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی۔ رواہ ابن سعد[2] عن عثمان بن ابی القاسم (اس کو ابن سعد نے عثمان بن ابو القاسم سے روایت کیا ہے۔ت)

پیدا ہوتے وقت جنھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیا اُن کا نام تو دیکھئے شفاء[3]۔ رواہ ابو نعیم عنہا (اس کو ابو نعیم نے سیدہ شفاء رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ت) یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدہ ماجدہ و صحابیہ جلیلہ ہیں۔ اور ایک بی بی کہ وقتِ ولادتِ اقدس حاضر تھیں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ، یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

اے چشمِ انصاف! کیا ہر تعلق پر ملاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطورِ جزاف تھا؛ کلّا واللہ بلکہ عنایتِ ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے، دیکھ دیکھ کر یہ لوگ چُنے۔ پھر محلِ غور ہے جو اس نورِ پاک کو بُرے نام والوں سے بچائے وہ اسے بُرے کام والوں میں رکھے گا اور بُرا کام بھی کون سا معاذ اللہ شرک وکفر، حاشا ثم حاشا، اللہ اللہ! دائیاں مسلمان، کھلائیاں مسلمان، مگر خاص جن مبارک پیٹوں میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پاؤں پھیلائے، جن طیب مطیب خونوں سے اس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذ اللہ چنیں و چناں حاش للہ کیونکر گوارا ہو ؎

خدا دیکھا نہیں قدرت سے جانا

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۴۳
المقصد الثانی الفصل الرابع " " " ۲/۱۱۷

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد اُمّ ایمن واسمہا برکۃ دار صادر بیروت ۸/۲۲۴
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۳/۲۹۵

[3] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الحادی عشر عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۴۰

www.alahazratnetwork.org

ما بندۂ عشقیم و دگر ہیچ ندانیم

(ہم عشق کے بندے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ت)

فائدۂ ظاہرہ دربارۂ ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما یہی طریقۂ انیقہ انقی نجات نجات کہ ہم نے بتوفیقہ تعالٰی اختیار کیا، توجیہ مسالک پر مختار اجلہ ائمہ کبار و اعاظم علمائے نامدار ہے، ازاں جملہ:

(۱) امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم وغیرہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں، ازانجملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں۔

(۲) شیخ المحدثین احمد خطیب علی البغدادی۔

(۳) حافظ الشان محدث ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(۴) امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

(۵) حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں بعد امام نووی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

(۶) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحب شرف المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۷) امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

(۸) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(۹) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

(۱۰) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(۱۱) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

(۱۲) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

(۱۳) امام ابوعبداللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم۔

(۱۴) امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی صاحب تذکرہ۔

(۱۵) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(۱۶) امام علامہ زین الدین مناوی۔

(۱۷) خاتم الحفاظ مجدد القرن امام العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر۔

(۱۸) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر مکی صاحب افضل القری وغیرہ۔

www.alahazratnetwork.org

(۱۹) شیخ نور الدین علی بن الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بفضل اللہ تعالٰی فی الدارین من الناجین۔

(۲۰) علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

(۲۱) علامہ محقق سنوسی۔

(۲۲) امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

(۲۳) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

(۲۴) خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح المواہب۔

(۲۵) امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

(۲۶) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر۔

(۲۷) علامہ سید احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر۔

(۲۸) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۲۹) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

(۳۰) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

(۳۱) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبد الحق محدث دہلوی۔

(۳۲) علامہ ..... صاحب کنز الفوائد۔

(۳۳) مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی صاحب فواتح الرحموت۔

(۳۴) علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار۔

(۳۵) علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی محشی ردالمحتار وغیرہم من العلماء الکبار والمحققین الاخیار علیہم رحمۃ الملک العزیز الغفار (ان کے علاوہ دیگر علماء کبار اور پسندیدہ محققین ان پر عزت والے بخشنے والے بادشاہ کی رحمت ہو۔ ت)

ان سب حضرات کے اقوالِ طیبہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں مگر فقیر نے یہ سطور نہ برائے نقل اقوال کے لئے لکھیں نہ مباحث طے کردۂ علماء عظام خصوصاً امام جلیل جلال سیوطی کے ایراد بلکہ مقصود اس مسئلہ جلیلہ پر چند دلائل جدیدہ کا سنانا اور بہ تصدق کفش برداری علماء جو فیوض تازہ قلب فقیر پر فائض ہوئے، انتفاع برادران دینی کے لئے ان کا ضبط تحریر میں لانا کہ شاید مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ تمام جہان سے اکرم و ارحم و ابر واوفٰی ہیں محض اپنے کرم سے نظر قبول فرمائیں اور کسی

www.alahazratnetwork.org

صدقے میں بلکہ اپنے خاص فضل کے صدقے میں اِس عاجز بے چارہ، بیکس، بے یار کا ایمان حفظ فرماکر دارین میں عذاب وعقاب سے بچائیں عزّ

بر کریماں کارہا دشوار نیست

(کریموں پر بڑے بڑے کام دشوار نہیں ہوتے۔ ت)

پھر یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات، خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود، ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی وامام اجل امام الحرمین والامام ابن السمعانی وامام کیاہراسی وامام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء وامہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ اور ائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے کما لا یخفی علی من لہ اجالۃ نظر فی علمی الاصولین (جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جس کی اصولی مسلموں پر نظر ہے۔ ت)

امام سیوطی سبل النجاۃ میں فرماتے ہیں:

مال الی ان اللہ تعالٰی احیاھما حتی اٰمنا بہ طائفۃ من الائمۃ وحفاظ الحدیث۱؎

ائمہ اور حفاظِ حدیث کی ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ بیشک اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ابوین کریمین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے (ت)

کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدرج المنیفۃ فی الآباء الشریفۃ سے نقل کرتے ہیں:

ذھب جمع کثیر من الائمۃ الاعلام الی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ناجیان محکوم لھما بالنجاۃ فی الاٰخرۃ وھم اعلم الناس باقوال من خالفھم وقال بغیر ذلک و

(خلاصہ یہ کہ) یہ جمع کثیر اکابر ائمہ واجلّہ حفاظِ حدیث، جامعانِ انواعِ علوم وناقدانِ روایات وعلوم کا مذہب یہی ہے کہ ابوینِ کریمین ناجی ہیں اور آخرت میں ان کی نجات کا فیصلہ ہوچکا ہے ان اعاظم ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ ان احادیث سے غافل تھے جن سے اس

۱؎ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ سبل النجاۃ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۹۸

www.alahazratnetwork.org

لا يقصرون عنهم في الدرجة ومن احفظ الناس للاحاديث والآثار و انقد الناس بالادلة التي استدل بها اولئك فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون من الفنون خصوصا الاربعة التي استمد منها في هذه المسألة فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث التي استدل بها اولئك معاذ الله بل وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها بالاجوبة المرضية التي لا يردها منصف واقاموا لما ذهبوا اليه ادلة قاطعة كالجبال الرواسي اھ مختصرا۔[1]

مسئلے میں خلاف پر استدلال کیا جاتا ہے معاذ اللہ ایسا نہیں بلکہ وہ ضرور اس پر واقف ہوئے اور تہ تک پہنچے اور ان سے وہ پسندیدہ جواب دئے جنھیں کوئی انصاف والا رد نہ کرے گا اور نجاتِ والدین شریفین پر وہ دلیل قاطع قائم کئے جیسے مضبوط جمے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے۔

بلکہ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ائمہ قائلینِ نجات کے اقوال و کلمات ذکر کرکے فرماتے ہیں:

هذا ما وقفنا عليه من نصوص علمائنا ولم نر لغيرهم ما يخالفه الا ما يشم من نفس ابن دحية وقد تكفل برده القرطبي۔[2]

یہ ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر ہم واقف ہوئے اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بوئے خلاف کے جو ابن دحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہ کافی اس کا رد کردیا۔

تاہم بات وہی ہے جو امام سیوطی نے فرمائی:

ثم انی لم ادع ان المسألة اجماعية بل هي مسألة ذات خلاف

پھر میں نے یہ دعوٰی نہیں کیا کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے بلکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے (اور اس کا حکم

---

[1] کتاب الخمیس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسۃ شعبان بیروت ۱/۲۳۰

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ باب وفاۃ امہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۸۶

www.alahazratnetwork.org

فحکمها حکم سائر المسائل المختلف فیها غیر انی اخترت له اقوال القائلین بالنجاة لانه انسب بهذا المقام اھ[1] و قال فی الدرج بعد ما درج فی الدرج المنیفة الفریقان ائمة اکابر اجلاء[2]

یعنی اختلافی مسائل جیسا ہوگا) مگر میں نے نجات کے قائلین کے اقوال کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہی اس مقام کے زیادہ لائق ہے اھ۔ اور درج المنیفہ میں اس بحث کو درج کرنے کے بعد کہا کہ دونوں فریق جلیل القدر اکابر ائمہ ہیں۔(ت)

اقول تحقیق یہ کہ طالب تحقیق مرجوح و سست دلیل ہے، ابتداءً ظواہر بعض آثار سے جو ظاہر بعض انظار ہوا ظاہر تھا کہ ان سے جوابات شافیہ و ماسبق پر دلائل وافیہ قائم و مستقیم جادۂ کار قبول و تسلیم بالاقل سکوت و تعظیم، واللہ الہادی الی صراط مستقیم۔

فائدۂ زاہرہ امام ابونعیم دلائل النبوۃ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری ام سماعہ اسماء بنت ابی رُہم وہ اپنی والدہ سے راوی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی، محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف ان کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نظر کی، پھر کہا: ؎

بارك فيك الله من غلام ــــ یا ابن الذی من حومة الحمام
نجا بعون الملك المنعام ــــ فودی غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام ــــ ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام ــــ من عند ذی الجلال والاکرام
تبعث فی الحل وفی الحرام ــــ تبعث فی التحقیق والاسلام
دین ابیك البر ابراهام ــــ فالله انهاك عن الاصنام
ان لا توالیها مع الاقوام[3]

"اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں برکت رکھے، اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کیے گئے، اگر وہ ٹھیک

---

[1] الدرج المنیفة فی الآباء الشریفة

[2] کتاب الخمیس بحوالہ الدرج المنیفة القسم الثانی النوع الرابع مؤسسة شعبان ۱/۲۳۰

[3] المواہب اللدنیۃ بحوالہ دلائل النبوۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۶۹

www.alahazratnetwork.org

اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔

حضرتِ خاتون آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اِس پاک وصیت میں جو فراقِ دُنیا کے وقت اپنے ابنِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو کی بحمداللہ توحید و ردِ شرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دینِ اسلام ملّتِ پاک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی پورا اقرار، اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں، پھر اس سے بالاتر حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیانِ بعثتِ عامہ کے ساتھ، وللہ الحمد۔

اقول وکلمۃ اِن ان کانت للشک فھو غایۃ المنتھی اذ ذاك ولا تکلیف فوقہ والا فقد علم مجیئھا ایضا للتحقیق لیکون کالدلیل علی ثبوت الجزاء وتحققہ کقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا رأیتك فی المنام ثلث لیال یجیئ بك الملك فی سرقۃ من حریر فقال لی ھذہ امرأتك فکشفت عن وجھك الثوب فاذا ھی انت فقلت ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ۔ رواہ الشیخان[1] عنھا رضی اللہ تعالٰی عنھا۔

اقول (میں کہتا ہوں) کلمۂ اِنْ اگر شک کے لئے ہے تو وہ غایت منتہٰی ہے اور اس سے اوپر کوئی تکلیف نہیں، ورنہ اس کا تحقیق کیلئے آنا بھی معلوم ہے تاکہ یہ جزاء کے ثبوت وتحقق پر دلیل کی طرح ہوجائے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمانا کہ میں نے تجھے تین راتیں دیکھا فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) تجھے ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تیرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تُو تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے تو وہ ضرور اس کو جاری فرمائے گا۔ اس کو شیخین نے ام المومنین سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اس کے بعد فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری کتاب النکاح باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۶۸
صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا " " " ۲/ ۲۸۵

www.alahazratnetwork.org

كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَّكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ وَّكُلُّ كَبِيْرٍ يَّفْنٰى وَاَنَا مَيِّتَةٌ وَّذِكْرِيْ بَاقٍ وَّقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا وَّوَلَدْتُ طُهْرًا ۱؎

ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا، اور کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن فنا ہونا ہے۔ میں مرتی ہوں اور میرا ذکر ہمیشہ خیر سے رہے گا، میں کیسی خیر عظیم چھوڑ چلی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا، صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔

یہ کہا اور انتقال فرمایا، رضی اللہ تعالٰی عنہا وصلی اللہ تعالٰی علی ابنہا الکریم وذویہ وبارك وسلم (اللہ تعالٰے اُن سے راضی ہو اور درود وسلام اور برکت نازل فرمائے اُن کے کریم بیٹے اور اس کے پیروکاروں پر۔ ت)

اور اُن کی یہ فراستِ ایمانی اور پیشین گوئی نورانی قابلِ غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکرِ خیر ہمیشہ باقی رہے گا۔ عرب وعجم کی ہزاروں شاہزادیاں، بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوگئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، مگر اس طیبہ خاتون کے ذکرِ خیر سے مشارق ومغاربِ ارض میں محافل ومجالسِ انس وقدس میں زمین وآسمان گونج رہے ہیں اور ابد الآباد تک گونجیں گے وللہ الحمد۔

عبرتِ قاہرہ سید احمد مصری حواشیِ دُر میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰے عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیقِ اقوال ہو۔ اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ راہ میں ایک ترہ فروش ملے کہ اپنی دُکان کے آگے باٹ ترازو سے بیٹھے ہیں، انھوں نے اُٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے، ؎

أٰمنت ان ابا النبی وامه ... احیاهما الحی القدیر الباری
حتی لقد شهدا له برسالة ... صدق فتلك كرامة المختار
وبه الحدیث ومن یقول بضعفه ... فهو الضعیف عن الحقیقة عاری ۲؎

"یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندہ ابدی قادرِ مطلق خالقِ عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے

۱؎ المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر وفاۃ آمنۃ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۶۸-۱۶۹
۲؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۲/۱۰

www.alahazratnetwork.org

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اسے شخص اس کی تصدیق کرکر مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔"

یہ اشعار سُنا کر ان عالم سے فرمایا: اے شیخ! انھیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کر تجھے چراغ جلادے، ہاں جہاں جارہا ہے وہاں نہ جاکر لقمہ حرام کھانے میں تو آئے۔

اُن کے اِس فرمانے سے وہ عالم بیخود ہوکر رہ گئے، پھر انھیں تلاش کیا پتا نہ پایا اور دکانداروں سے پُوچھا کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے، یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں۔ وہ عالم اس ربانی ہادی غیب کی ہدایت سُن کر مکان کو واپس آئے، لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔[1] انتہی۔

اے شخص! یہ عالم بہ برکت علم، نظر عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ہدایت فرمادی خوف کرکہ تُو اس ورطہ میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا باعث ایذا نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب روزی فرمائے اور اسبابِ نقمت (ناراضگی) وحجاب وبیزاری وعتاب سے بچائے آمین آمین آمین!

یا ارحم الراحمین ارحم فاقتنا یا ارحم الراحمین ارحم ضُعفنا تبرأنا من حولنا الباطل و قوتنا العاطلة والتجأنا الی حولك العظیم وطولك القدیم و شهدنا بان لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم و آخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین وصلی الله تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد

اے بہترین رحم فرمانے والے! ہمارے فاقہ اور ضُعف پر رحم فرما، ہم اپنی باطل طاقت اور بیکار قوت سے براءت کرتے ہیں اور تیری عظیم طاقت اور قدیم قوت کی پناہ چاہتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عزت وعظمت والے خدا کے سوا نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی، اور ہماری گفتگو کا خاتمہ اس پر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے ہمارے آقا

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۲/ ۸۱

www.alahazratnetwork.org

وآلہ وصحبہ و ذریتہ اجمعین آمین !	اور اُن کی آل پر، آپ کی تمام آل پر، آپ کے تمام صحابہ پر اور آپ کی تمام اولاد پر۔ آمین (ت)

الحمدللہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرامؑ" نام ہوا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

رسالہ
شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام
ختم ہوا

عہ ولضم الکاف بمعنی الکریم صفۃ الرسول او بکسرھا جمع الکرام نعت الاصول ۱۲